تبصرے

اردو دائرۂ معارف اسلامیہ - زیر اہتمام دانشگاہ پنجاب لاہور، جلد ۳ کراسہ ۱۱، صفحات ۶۴ قیمت ۵ روپئے—

علم کی وسعت اور ہمہ گیری کے ساتھ ایسی کتابوں کی ضرورت بھی بڑھتی جاتی ہے جو بہت سے علوم کی جامع ہوں اور جن میں عام ناظرین اور محققین کے لئے سالہا سال کی علمی تحقیقات و ترقیات کا نچوڑ پیش کر دیا جائے - اردو دائرۂ معارف اسلام (Urdu Encyclopaedia of Islam) اسی ضرورت کو پورا کرنے کی ایک کوشش ہے—

مسلمانوں کے دور عروج میں ایسی بے شمار کتابیں لکھی گئیں جنکی حیثیت دائرۂ معارف کی سی تھی- پھر علم کی ہر ہر شاخ پر بھی ایسی جامع تالیفات وجود میں آئیں جو اس خاص شعبہ علم کی انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی تھیں - مقدمہ ابن خلدون اسکی ایک مثال ہے - دور جدید میں اٹھارویں صدی میں فرانس میں جامع العلوم کی تحریک چلی اور آہستہ آہستہ اس تصور کو قبول عام حاصل ہو گیا - مغربی متشرقین کے ایک گروہ نے اس تصور کے زیر اثر بیسویں صدی کے آغاز میں ایک دائرۂ معارف اسلامیہ (Encyclopaedia of Islam) مرتب کرنا شروع کیا جسکا اصل مقصد مغرب کے اہل نظر کے سامنے اپنے فہم کے مطابق اسلام کی اور علوم اسلامی کی تشریح و توضیح تھا - تقریباً ۱۵ سال میں اس کا پہلا ایڈیشن مکمل ہوا تھا - اب اس کا دوسرا ایڈیشن شائع ہو رہا ہے- جسکی پہلی جلد مکمل ہو چکی ہے - اور باقی تین جلدیں چونسٹھ چونسٹھ صفحات کے کراسوں کی شکل میں شائع ہو رہی ہیں - آج سے دس سال پہلے دانشگاہ پنجاب نے اسی انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کا اردو ترجمہ ضروری اضافوں اور نظر ثانی کے بعد شائع کرنے کا فیصلہ کیا تھا - اور اب گذشتہ ایک سال سے اسکی اشاعت شروع ہو گئی ہے - اس وقت گیارھواں کراسہ زیر تبصرہ ہے—

اردو دائرۂ معارف میں اصل انگریزی متن کے علاوہ عربی اور ترکی ترجمے بھی پیش نظر رکھے گئے ہیں - نیز جہاں جہاں ضرورت محسوس کی گئی ہے وہاں اضافے کر دئے گئے ہیں یا نئے مضامین شامل کر دئے گئے ہیں - یہ ایک عظیم الشان تحقیقی اور علمی کام ہے اور اس پر دانش گاہ پنجاب اور دائرۂ معارف

کے مرتبین ملک کے پورے اردو خواں طبقہ کے شکریہ کے مستحق ہیں —

زیر تبصرہ کراسہ ''تمیم بن مر'' سے ''تورات'' تک کے الفاظ آئے ہیں جو مقالے اس میں شامل ہیں ان میں سے تمیم داری، تنظیمات، توبہ اور توحید خصوصیت سے قابل مطالعہ ہیں ۔ تمام مقالے نہایت سلجھے ہوئے ہیں اور تحقیقی مواد کے حامل ہے ۔ توبہ کے موضوع پر تو مقالہ نگار نے حق ادا کر دیا ہے —

توحید پر جو مقالہ ہے ۔ وہ کئی حیثیت سے تشنہ ہے ۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ پہلے اسلام کے اصل تصور توحید کو واضح کیا جاتا اور اسکے بعد وہ کلامی مباحث اٹھائے جاتے جو بعد میں پیدا ہوئے ہیں لیکن مقالہ میں کلامی مباحث تو پوری طرح موجود ہیں لیکن اصل تصور کی توضیح و تشریح پر کوئی توجہ نہیں دی گئی ۔ یہ ٹھیٹھ متشرقانہ انداز ہے ۔ اور علوم اسلامی کی صحیح تفہیم میں معاون نہیں —

در اصل اردو دائرۂ معارف ایک بڑی قابل قدر کوشش ہونے کے باوجود اس حد تک پھر ناقص رہ گئی ہے کہ اس کی اساس مغربی متشرقین کی تحریرات اور تحقیقات پر قائم ہے ۔ ہمیں اس ضرورت سے قطعاً انکار نہیں کہ مغربی متشرقین کی تحریرات کو بھی اردو میں منتقل ہونا چاہئے تاکہ ہمارے اہل قلم ان کے نقطہ نظر سے واقف ہو سکیں اور ان کی صحیح تحقیقات سے استفادہ کر سکیں لیکن یہ بات نظر انداز نہیں ہو سکتی کہ اسلام اور اسلامی علوم کے متعلق متشرقین یورپ مسلمانوں کے نقطۂ نظر سے ہٹ کر سوچتے ہیں ۔ اور یہ قطعاً ناممکن ہے کہ ان کے کسی مقالے کو معمولی رد و بدل کے ساتھ مکمل طور پر اسلامی سانچہ میں ڈھالا جاسکے جب تک کہ اسے پوری طرح سے رد کرکے نئے سرے سے نہ لکھا جائے ۔ ضرورت اس چیز کی ہے کہ مسلمان اہل علم نئے سرے سے ایک ایسا دائرۂ معارف تیار کریں جو اسلام کے متعلق ہمارے نقطہ نظر پر مبنی ہو تاکہ بجائے اس کے کہ ہم غیروں سے اسلام سیکھیں غیر اس دائرۂ معارف کی بدولت اسلام ہم سے سیکھیں ۔ اگر دانشگاہ پنجاب کی موجودہ کوشش اس اصل ضرورت کی تکمیل کا پیش خیمہ بن جائے تو یہ علوم اسلامی کی نشاۃ ثانیہ کا ذریعہ ہوگی اور مستقبل کا مورخ اسکے اس کارنامہ کو سونے کے حروف میں لکھے گا —

نظام الملک طوسی ۔ مصنفہ مولانا عبد الرزاق کانپوری نفیس اکیڈیمی بلاسس اسٹریٹ کراچی، صفحات ۵۰۸ قیمت ۱۲ روپئے —

تاریخ کے مطالعہ سے یہ عجیب و غریب حقیقت سامنے آتی ہے کہ بالعموم انتشار کے ادوار ہی خلاق شخصیتوں کو جنم دیتے ہیں۔ زمانہ کا چیلنج جب شدت اختیار کر لیتا ہے تو ایسی شخصیتیں ابھرتی ہیں جو واقعات کے دھارے کو موڑ دیتی ہیں اور اپنے انمٹ نقوش تاریخ پر مرتسم کر دیتی ہیں۔

پانچویں صدی ہجری بھی ایک ایسی ہی صدی تھی۔ فکر و عمل کے ہر میدان میں مسلمان ادبار کے نرغے میں تھے۔ حالات اس بات کا تقاضہ کررہے تھے کہ غیب سے کچھ مردان کار آئیں اور حالات میں انقلاب پیدا کریں فکری دنیا میں یونانی فلسفے اعتزال اور باطنیت کی بدولت حالات کا انتشار اپنی انتہا کو پہنچ گیا تھا۔ ان فکری گمراہیوں کا اثر مسلمانوں کی عملی زندگی پر بھی بڑا گہرا پڑ رہا تھا اور حالات بد سے بدتر ہوتے جا رہے تھے۔ سیاست و مدنیت کے میدان میں حسن بن صباح کا فتنہ اپنے پورے عروج پر تھا اور اسلامی سلطنت کی بنیادوں پر تیشہ چلا رہا تھا۔ ان حالات میں امام غزالی پیدا ہوئے جنہوں نے تمام فتنوں کا خم ٹھوک کر مقابلہ کیا اور ان کی ہوا اکھاڑ دی۔ اسی زمانے میں نظام الملک طوسی پیدا ہوا جو بحیثیت منتظم اور سیاسی مدبر اپنا جواب نہ رکھتا تھا۔ جس کی حکمت علمی کے نتیجہ کے طور پر سلجوقی سلطنت مستحکم ہوئی اور جس نے غالباً پہلی مرتبہ آئین مملکت اور سیاسی حکمت عملی ایسے موضوعات پر قلم اٹھایا۔

مولانا عبدالرزاق کانپوری مرحوم ہند و پاکستان کے مشہور محقق ہیں اور انہوں نے بڑی محنت اور دیدہ ریزی کے ساتھ نظام الملک طوسی پر یہ کتاب مرتب کی ہے۔ اس میں انہوں نے اس دور کے حالات کا مفصل جائزہ لیا ہے اور نظام الملک کی زندگی کے مستند حالات۔ اسکی سیاسی پالیسی اور انتظامی حکمت عملی، ملک کا نظام قانون و سلطنت اور طوسی کے سیاسی افکار پر مفصل بحث کی ہے۔ اس کتاب میں عمر خیام کی زندگی اور کارناموں اور حسن بن صباح کی سرگرمیوں کا بھی مستند اور جامع بیان ہے۔ کتاب میں نظام الملک کے ''قانون سلطنت،، اور ''دستور الوزراء،، کا ترجمہ بھی شامل ہے جس سے اس کی اہمیت کچھ اور بڑھ گئی ہے۔ ضمنی طور پر اس میں بہت سی مفید بحثیں اور بھی آ گئی ہیں۔

نظام الملک نے سلجوقی سلطنت کے لئے جو علمی اور عملی کام کیا تھا جدید تاریخ میں اسی سے مشابہ کام اٹلی کے مفکر اور مدبر نکولائی میکاولی نے کیا۔ لیکن دونوں کے افکار کے موازنہ سے وہ فرق واضح ہو جاتا ہے جو ایک مسلمان

مفکر اور ایک غیر مسلم مفکر کے نقطہ نظر کے درمیان ہونا لازم ہے۔ اپنی تمام کمزوریوں کے باوجود نظام الملک اخلاق کی اہمیت اور شریعت کے احترام کا داعی ہے جبکہ میکاولی خیر اور شر کی تمیز ہی کو مٹا دیتا ہے۔

زیر تبصرہ کتاب سیاسیات و تاریخ کے طلباء کے لئے بڑی مفید ہے کتابت اور طباعت اوسط معیار کی ہے۔

اسلام کا نظام عدل، مصنفہ، استاد سید قطب، ترجمہ، نجات اللہ صدیقی صفحات ۳۰۴، قیمت ۶ روپئے۔

سید قطب مصر کے چوٹی کے مصنفین میں سے ہیں اور سب سے بڑھ کر ان چند مفکرین میں سے ہیں جنکو جدید و قدیم دونوں علوم پر مہارت حاصل ہے۔ قرآن پاک پر ان کی نظر بڑی گہری ہے اور جدید علوم کا مطالعہ بھی انہوں نے بڑی گہرائی میں جا کر کیا ہے۔ اس لئے ان کے افکار میں گہرائی اور تازگی محسوس ہوتی ہے اور جدید ذہن کے لئے انمیں بڑی اپیل ہے۔

"العدل الاجتماعیہ فی الاسلام"، سید قطب کی اہم ترین کتابوں میں سے ہے عالم اسلام میں اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوکر مقبول ہو چکے ہیں۔ امریکہ کی کونسل فار لرنیڈ سوسائٹیز نے اس کا انگریزی ترجمہ شائع کیا ہے ہمیں خوشی ہے اب جناب نجات اللہ صدیقی لکچرار علیگڈھ یونیورسٹی نے اس کا اردو ترجمہ "اسلام کا نظام عدل"، کے نام سے علمی دنیا کے سامنے پیش کردیا ہے۔

کتاب نو ابواب میں منقسم ہے اور اس کا اصل موضوع اسلام کا نظام اجتماعی ہے۔ مصنف نے اسلام کی بنیادی خصوصیت، 'عدل'، کو قرار دیا ہے اور بہ دلائل یہ ثابت کیا ہے کہ زندگی کے ہر شعبہ میں اسلام نے حقیقی عدل قائم کیا ہے اس سلسلہ میں مصنف نے خصوصیت سے اسلام کے نظام حکومت، نظام معشیت اور نظام معاشرت میں عدل کی نوعیت اور اس کے حقیقی مقام کا تعین کیا ہے۔ مصنف کی چند آراء سے اختلاف کیا جا سکتا ہے لیکن ان کی بنیادی دلیل بڑی محکم ہے۔

مصنف نے اس کتاب میں اسلامی تاریخ کا بھی تنقیدی مطالعہ کیا ہے اور اسلام اور مغرب کی جدید کشمکش میں اسلام کے امکانات کا بھی جائزہ لیا ہے۔

ترجمہ نہایت سلیس اور رواں ہے۔ یہ کتاب ہمارے پڑھے لکھے طبقے کی خصوصی توجہ کی مستحق ہے۔ (خ ـ ا)